

ضروری قرار دیتا ہے (المنہاج، ج ۲، ص ۳۷۵-۳۷۷)۔ البتہ فقہ ختنی میں حدود اور قصاص کے مقدمات کی ساعت ایک خاتون نج نہیں کر سکتی۔ (ہدایہ، ج ۳، ص ۱۲۵)

جونہ اہب عورت کو قاضی تصور کرنے کے حق میں نہیں ہیں ان کی بنیاد ایرانیوں کے ایک عورت کو فرمازدا بنانے اور اس پر حضور نبی کریمؐ کے اس ارشاد پر ہے کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جو اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دے، یا اس پہلو پر ہے کہ وہ مردوں کی محفل میں وقت میں پڑے گی اور مشکلات کا شکار ہو گی۔ چونکہ ہمارے ہاں اکثریت کا مسلک ختنی ہے اس لیے قصاص و دیت کو چھوڑتے ہوئے بقیہ معاملات ایک خاتون نج کے سامنے پیش کیے جاسکتے ہیں۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

### خواتین کا گاڑی چلانا

س: سعودی عرب کے فتاویٰ شائع شدہ فتاویٰ برائے خواتین (جمع و ترتیب محمد بن عبد العزیز، دارالاسلام مطبوعات) میں پڑھا کہ عورت کے لیے گاڑی چلانا ناجائز ہے۔ جس کی وجہ انہوں نے ان امکانات سے بھی بچنا قرار دیا جن سے حدود کو نقصان پہنچ سکتا ہو، یعنی خلوت اور گھر کی چار دیواری کے تصور کو مجروح کرنا۔ موجودہ حالات اور ضروریات کے پیش نظر اس کی کیا حیثیت ہو گی جب کہ پرده (شرعی) کیا جائے؟

ج: آپ نے سعودی حکومت کے زیر انتظام دارالافتاء کے حوالے سے یہ بات تحریر کی ہے کہ خواتین کے تحفظ و احترام کے پیش نظر ان کی رائے میں گاڑی چلانا ناجائز ہے۔ بلاشبہ دین کی تعلیمات اہل ایمان کو محفوظ و مامون رکھنے کے لیے ہیں اور بہت سے معاملات میں مصلحت عامہ کے پیش نظر ایک ایسا کام بھی جائز ہو جاتا ہے جو عام حالت میں جائز نہ ہو یا اسی طرح بعض جائز امور منوع قرار پاتے ہیں لیکن حلت و حرمت کی بنیاد حکمت پر نہیں، علت پر ہوتی ہے اور نصوص یعنی کی بنیاد پر ایک فعل کو حرام قرار دیا جاسکتا ہے۔

خواتین کے گاڑی چلانے کو اگر گھر سواری یا اونٹ کی سواری پر قیاس کیا جائے تو ہمیں

آثار میں یہ تلاش کرنا پڑے گا کہ کیا قرآن و سنت نے کسی مقام پر ایک مسلمان عورت کو تھا گھوڑے یا اونٹ پر سواری کرنے سے منع کیا ہے۔ پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا گاڑی چلانے میں ایک خاتون ڈرائیور کی جانِ عزت، ملکیت کو محظہ لاحق ہو جاتا ہے یا گاڑی چلانا اس کے لیے بہت سے معاملات میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کار و بار کی بنا پر گھر سے دور رہتا ہو اور اس کے گھر میں سوائے بیوی اور بچوں کے جو کم عمر ہوں کوئی اور نہ ہو اور بچوں میں سے کسی کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہو یا انھیں اسکول سے لانا ہو تو کیا کار چلانا مقاصدِ شریعت کے منافی ہو گا؟ شریعت کا ایک معروف قاعدة یہ ہے کہ اصلاً اشیا مباح ہیں جب تک اس کی ممانعت نہ ہو۔ اس بنا پر گاڑی چلانا یا اس میں سفر کرنا ناجائز کی تعریف میں نہیں آلتا۔ اگر قیاس کو تھوڑا اور آگے بڑھایا جائے، فرض کیجیے ہمارے علم میں یہ بات آئے کہ پشاور سے لاہور جاتے وقت ایک مرد کی گاڑی خراب ہو گئی اور اسے رات سخت سردی کے عالم میں ٹھہر کر گزارنی پڑی جس کی وجہ سے اسے نمونیہ ہو گیا اور وہ انتقال کر گیا۔ اب یہ کہا جائے کہ اس بنیاد پر آئندہ کسی مرد کو پشاور سے لاہور گاڑی چلانے کی اجازت نہ دی جائے تو یہ ایک انتہائی مبالغہ آمیز فیصلہ ہو گا۔ آج، جب کہ کار میں دو طرفہ بات کرنے کے لیے ایسا سُم لگوایا جا سکتا ہے جس میں گاڑی چلاتے ہوئے ایک فرد اپنے گھر یا جس سے چاہے رابطہ رکھ سکتا ہے، جب سڑکوں پر ہر تھوڑے فاصلے کے بعد ہنگامی امدادی مراکز پائے جاتے ہیں اور جب عموماً ایک خاتون جنگل یا باہم میں نہیں، شہر میں تفریحی نہیں ضرور تباہ گاڑی استعمال کرے تو اس میں شریعت کے کون سے اصول کی خلاف ورزی ہو گی۔

رہا معاملہ چار دیواری کے تصور کا، تو کیا تعلیم و تجارت اور دیگر ضروریات کے لیے ایک خاتون پر گھر سے نکلنے پر شریعت نے کوئی بندش عائد کی ہے یا وہ ضوابط فراہم کیے ہیں جن کی پابندی کرتے ہوئے اس کا چلنا پھرنا، لباس پہننا، لباس پہننا، نگاہوں کو محفوظ رکھنا، غرض ہر اس پہلو پر جو معاشرتی زندگی میں اہمیت رکھتا ہے ہدایات دے کر اس کے لیے گھر سے باہر جانے کے آداب تعین کر دیے ہیں۔ ان واضح تعلیمات کا مقصد اس کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ضروریات کے لیے بلا کسی احساسِ گناہ کے گھر سے باہر جائے۔ جس کا یہ مطلب قطعاً نہیں لیا جا سکتا کہ وہ وقت کا بڑا حصہ بالآخر اگھر سے باہر گزارے اور محض سونے کے لیے گھر آجائے۔ دین میں غلوکی جگہ توازن اور

شفقت اور پریشانی کی جگہ آسانی شریعت کا منشاء مقصود ہے۔ توازن اور وسط کا طریقہ ہی ہمیں دین پر عمل کرنے کے لیے صحیح فضافراہم کر سکتا ہے۔ (۱-۱)

### ابروں کے درمیان کے بالوں کا نوچنا

س: ابروں کے بالوں کو اوتارنا اور باریک کرنا حرام ہے، جب کہ غیر فطری بالوں کی نسبت کچھ رعایت ملتی ہے، مثلاً موچھوں کی جگہ پر یا رخساروں پر عورتوں کے بال آتا۔۔۔ تو کیا ابروں کے درمیان ناک کے اوپر مٹے کی جگہ بھی غیر فطری شمار ہو گی؟

ج: احادیث میں واضح حکم آتا ہے کہ ایسا نہ کیا جائے۔ لیکن یہ حکم تمام بالوں کے بارے میں نہیں ہے۔ چنانچہ طہارت کے لیے جسم کے بعض حصوں کے بالوں کو صاف کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی شکل صورت اور جسم کو متوازن اور خوب صورت بنایا ہے۔ اگر کسی کی ابروں میں تو یہ اس کی خوب صورتی کا حصہ ہے۔ کسی کی بھنوں پیشانی کے وسط میں آ کر مل جاتی ہیں اور کسی کی نہیں ملتیں تو یہ اس کی پیچان بن جاتی ہیں۔ اس کے خلاف کیا جائے تو فطری توازن اور صورت میں تبدیلی ہو گی جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

فرض کیا جائے کہ ایک خاتون کے گالوں اور لبوں کے اوپر بال اگ آتے ہیں جن کی بنا پر اس کا شوہر اسے چھوڑنے پر غور شروع کر دیتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کو یہ بات خوش کرے گی کہ وہ طلاق قبول کرے لیکن زائد بالوں کو صاف نہ کرے؟

جن معاملات میں قرآن و حدیث نے وضاحت کر دی ہے ان کی بغیر کسی تردود کے اطاعت لازمی ہے اور جن معاملات میں رخصت اور اجازت ہے ان میں قیاس کر کے مشکل بنانا، دین کی حکمت کے منافی ہے۔ اللہ کے کسی حکم یا رسول اللہ کی کسی ہدایت کو ناپسند کرنا، رد کرنا یا اس کے خلاف کرنا دین سے بغاوت ہے۔ لیکن جہاں دین نے رخصت دی ہو وہاں شدت اختیار کرنا نہ تقویٰ ہے نہ عزیمت۔ جائز کے دائرے میں رہتے ہوئے رشتہ ازدواج کو برقرار رکھنے اور محکم کرنے کے لیے کسی کام کا کرنا مقاصد شریعت سے مطابقت رکھتا ہے۔ اس لیے بلاوجہ ایسے معاملات میں غلو سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (۱-۱)